قرآن حکیم اور ہماری زندگی

مولانا فضل الرحمٰن زہری

''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات و دن کے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں، جو کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر اور اپنے پہلوؤں پر لیٹ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں، اے رب! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے، پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب! ہمیں وہ عطا کردے کہ جس کا تو نے ہم سے رسولوں کے ذریعے وعدہ کیا اور قیامت کے روز ہمیں رسوا نہ کرنا، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔'' فکر و تفکر اللہ تعالیٰ کی انسان کو عطا کردہ وہ نعمت وقوت ہے کہ جو اس کے الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے میں نہ صرف مدد ومعاون ہوتی ہے بلکہ اس کی معلومات میں اس کے مرنے تک اضافے کا سبب بنتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان کردہ نشانیوں میں فکر و تفکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب انسان آسمان کو دیکھ کر ذرا غور وفکر کرے کہ اس کو بنانے والا کون ہے؟ ایسا آسمان کہ جس کی اونچائی، لمبائی، چوڑائی اور اس کی موٹائی کے بارے میں کسی کو علم نہیں۔ اس کا بنانے والا کیسا ہوگا؟ اور جس طرح اس نے چاند، سورج، ستاروں اور سیاروں کا بے مثال نظام قائم کر رکھا ہے۔ اس کی مثل کوئی نہیں ہوسکتا؟ سورۃ الشوریٰ میں اللہ نے خود ہی اعلان کردیا ''اس کی مثال کوئی نہیں'' یہاں اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات و دن کے آنے جانے کا ذکر فرمانے کے ساتھ یہ بھی واضح کردیا ہے کہ عقل و دانش والے ان میں تفکر کرتے رہتے ہیں۔ اس کی تخلیق اور اس میں رواں دواں نظام کا مشاہدہ کرتے ہوئے اسی کے ذکر میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔ جسمانی صحت کے اعتبار سے جس حال میں بھی ہوتے ہیں ذکر الٰہی میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہیں ہونے دیتے۔

صحیح بخاری میں عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ مجھے بواسیر کی تکلیف تھی، اس میں نماز پڑھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''کھڑے ہوکر نماز پڑھا کرو، اگر کھڑے نہ ہوسکو تو

بیٹھ کر پڑھ لیا کرو اور اگر بیٹھ بھی نہ سکو تو لیٹے لیٹے پڑھتے رہو۔"

جب کہ موجودہ دور کے مسلمانوں کی اکثریت اس فریضہ کی ادائیگی میں انتہائی تساہل وغفلت کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عقل مند قرار دیا جو کہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کی تخلیق میں غور وفکر بھی کرتے رہتے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک گھڑی غور وفکر کرنا رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔ انہی سے دوسرا قول فضیلؒ کے حوالے سے منقول ہے کہ غور وفکر اور تفکر ایک ایسا آئینہ ہے جو تیرے سامنے تیری بھلائیاں اور برائیاں پیش کر دیتا ہے۔ حضرت سفیان ابن عینیہؒ کہا کرتے تھے کہ: "غور وفکر ایک نور ہے جو تیرے دل میں داخل ہوتا ہے اور وہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ترجمہ: "جب آدمی میں فکر کرنے کی عادت ہوگی تو اس کو ہر شے میں عبرت دکھائی دے گی۔"

حضرت عیسیٰ فرمایا کرتے تھے: "خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کا بولنا اللہ کا ذکر اور نصیحت ہو اور اس کا چپ رہنا غور وفکر ہو اور اس کا دیکھنا عبرت وتنبیہ ہو۔" لقمان حکیم نے بڑی حکمت کی بات کی کہ تنہائی کی گوشہ نشینی جس قدر زیادہ ہوگی اتنی ہی غور وفکر اور انجام بینی زیادہ ہوگی اور انسان پر اتنے ہی راستے کھلتے جائیں گے کہ جو اس کو جنت میں پہنچائیں گے۔ وہب بن منبہؒ کا قول ہے کہ: "جس قدر فکر وتفکر زیادہ ہوگا۔ اتنی ہی سمجھ بوجھ بڑھے گی، جتنا اضافہ سمجھ بوجھ میں ہوگا اتنا ہی علم نصیب ہوگا اور جتنا علم ہوگا اتنے اعمال بڑھیں گے"۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا کہنا تھا کہ "اللہ کے ذکر میں زبان چلانا بہت اچھا ہے اور خدا کی نعمتوں میں غور وفکر کرنا افضل عبادت ہے"۔

حضرت مغیث اسودؒ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے کہنے لگتے: لوگو! ہر روز قبرستان جایا کرو تاکہ تمہیں اپنے انجام کا خیال رہے اور اپنے دل میں اس منظر کو حاضر کیا کرو کہ تم اللہ کے سامنے کھڑے ہو، ایک جماعت کو جنت میں یا ایک جماعت کو جہنم لے جانے کا حکم ہوا۔ اپنے دلوں اور اپنے جسموں کو جہنم کی آگ، اس کے ہتھوڑوں اور اس طبقوں سے آگاہ کیا کرو۔ پھر دھاڑیں مار کر رونے لگتے، یہاں تک کہ بے ہوش ہو جاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ جب اپنے دل میں خدا خوفی کو اجاگر کرنے کا ارادہ کرتے تو کسی کھنڈر بنی عمارت کے دروازے پر کھڑے ہو کر غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہتے: تیرے رہنے والے کہاں ہیں؟ پھر خود ہی کہتے: اس کے چہرے یعنی اللہ کے سوا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے: غور وفکر کی روشنی میں پڑھی جانے والی درمیانی رکعتیں اس رات بھر کے قیام سے بہتر ہیں کہ جس میں دلجمعی نہ ہو۔ حسن بصریؒ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اے ابن آدم! اپنے پیٹ کے ایک تہائی حصے کے مطابق کھا، ایک تہائی کے مطابق پانی پی اور ایک تہائی کو غور وفکر کا سانس لینے کے لئے چھوڑ دے۔ بشر حافی کا قول ہے: "اللہ کے بارے میں لوگ اگر غور وفکر کریں تو اس کی نافرمانی ہرگز نہ کریں۔"

عیسیؑ نے ایک موقع پر فرمایا۔ اے کمزور ابن آدم! جہاں بھی تو ہے وہاں اللہ سے ڈرتا رہ، دنیا میں ایک مہمان کی طرح ہو جا، مساجد کو گھر بنا یعنی زیادہ وقت وہاں گزار، آنکھوں کو رونا سکھا، جسم کو صبر اور دل کو غور وفکر کرنے کی عادت ڈال اور کل کی روزی سے بے فکر ہو جا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ تمام رسولوں علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں میں سے ان لوگوں سے جنت کا وعدہ کیا کہ جنہوں نے ان کی اتباع کی...... باطل معبودوں سے کٹ کر معبود حقیقی کی تعلیم کو اپناتے ہوئے زندگی بسر کی۔ ایسا کرنے میں اگر کسی آزمائش میں سے گزرنا پڑا تو انہوں نے صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور اپنے وعدے کے مطابق کامیابی اور کامرانی سے ان کو نواز دیا، لہٰذا عقل مندوں نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے وہ بھی مانگا جو کہ سابقہ امتوں کی طرف بھیجے گئے رسولوں نے اپنی اپنی امتوں کے نیک لوگوں سے وعدہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کہ تجھ سے بڑھ کر وعدہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کہ تجھ سے بڑھ کر وعدے کو نبھانے والا کوئی نہیں۔ اس لئے قیامت کے دن ہمیں ہر قسم کی رسوائی سے محفوظ رکھنا۔ صحیح بخاری میں غزوہ بدر کے حوالے سے ابن عباسؓ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: ''اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد و وعدہ یاد دلاتا ہوں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ سے آپ نے اس کی مدد کی درخواست کی کہ جس کا وعدہ آپ سے کیا گیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور کفار کی قوت و طاقت کو خاک میں ملا دیا اور اہل ایمان کو پہلی تاریخی فتح سے نواز دیا، یوں اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اللہ تو اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ اصل بات تو اہل ایمان کی ہے کہ وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں کہ نہیں۔ جب بھی ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس نکتہ کو سمجھنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

قدرت کے کرشمے

☆...... شیخ ابوالحسن علیؒ فرماتے ہیں کہ میں تبوک کے ایک کنویں پر پانی لینے گیا۔ اتفاقاً میرا پاؤں پھسلا اور میں کنویں میں جا گرا، کنواں قدیم اور شکستہ تھا، اس کے گوشے میں کچھ جگہ بڑی ہوئی تھی، میں نے اس جگہ کو درست کیا اور وہاں بیٹھ گیا، جنگل کا کنواں، لق و دق میدان، نہ آدم نہ آدم زاد، کنویں سے نکلنے کا بظاہر کوئی سامان نہ تھا، میں اسی فکر میں بیٹھا تھا کہ اچانک ایک دھما کہ میرے کان کے پاس ہوا، نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ ہے، یہ سانپ میری طرف بڑھا اور اپنی دم میں مجھے لپیٹ لیا اور کنویں کی دیوار سے اوپر چڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ کنویں سے باہر نکل گیا، باہر آتے ہی اس نے میری گرفت ڈھیلی کر دی اور مجھے چھوڑ کر ایک طرف کو چل دیا۔ ﴿فتبارك الله أحسن الخلقين﴾ یہ ہیں کرشمہائے قدرت کہ جب چاہتے ہیں تو سانپوں اور درندوں سے ایک ضعیف و نازک انسان کی حفاظت کا کام بھی لیتے ہیں۔